اسلام اور دہشت گردی

تحریر: میاں محمد الیاس بمقام کھوہار تحصیل سرائے عالمگیر

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة:۳]

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا''۔

اسلام ایک سچا اور مقبول دین ہے۔ اسلام چونکہ ہمیشہ کیلئے ترمیم و تنسیخ سے پاک اور مبرا ٹھہرا، اور کسی طرح کی مدحت سرائی کا محتاج نہیں بلکہ اپنی سچائی اور سنجیدگی کی وجہ سے ہر زمانہ میں ہر قوم اور ہر ملک کیلئے یکساں مفید ہے۔ جو اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا اور اسلام قبول کر کے اس پر عامل ہو گیا وہی اجرِ عظیم اور دخولِ جنت کا مستحق ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ [آل عمران:۱۹] ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے''۔

اسلام کے معنی امن و سلامتی کے ہیں۔ کیونکہ اسلام ''سلم'' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی صلح، سلامتی اور امن کے ہیں۔ یعنی اسلام قبول کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امن اور سلامتی میں داخل ہو گیا۔ اور ایمان لانے والا دوسروں کو بھی اسی صلح اور امن کی دعوت دیتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ لفظ ''اسلام'' ایک ایسا لفظ ہے جس کے اندر ہر قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ گویا یہ ایک سایہ دار اور پھلدار درخت ہے۔ جس کے امن کے سائے تلے تمام دنیا نہایت امن و عافیت کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ یہی اسلام صراطِ مستقیم ہے۔ انسانی نجات اور فلاح و بہبود کا اگر کوئی مذہب سچا ضامن ہے تو یہی اسلام ہی ہے۔ اخلاق حسنہ اور راست بازی کے لحاظ سے اگر کوئی اکمل ترین مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔ تہذیب اور سیاستِ مدنیہ اور تدبیر منزل وغیرہ کی حقیقی برکات اگر کسی مذہب میں ہیں تو صرف اسلام ہی میں ہیں۔ لطافت و طہارت اور پاکیزگی صرف مذہب اسلام ہی میں ہیں۔ دوسرے تمام مذاہب اسلامی محاسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کامل توحید اور خدا شناسی صرف اسی اسلام ہی میں ہے غرض اسلام تمام مذاہب کے محاسن کا مجموعہ ہے۔ اسی لئے یہ مذہب خالق کائنات کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اور سب سے برگزیدہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پہنچانے والا صرف اسلام ہی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ [البقرة:۲۰۸] ترجمہ: ''تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ''۔ یہی مذہب توحید الٰہی اور محاسن انسانی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور یہی مذہب اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں کا تھا۔ یعنی آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ تک سارے نبی اور رسول اللہ

ﷺ کی اطاعت کی طرف بلاتے رہے اور امن وسلامتی اور صلح کی دعوت دیتے رہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:
﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ [الشوریٰ:۱۳] ترجمہ:"مقرر کیا اُس نے دین سے آپ کیلئے اس چیز کو کہ حکم کیا تھا اس کے ساتھ نوحؑ کو اور وہ چیز جو وحی کی ہم نے آپ کی طرف اور جس کے ساتھ ہم نے حکم دیا تھا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کہ قائم کرو تم دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ"۔

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہی تھا۔ وہ ہرگز دین میں ایک دوسرے سے الگ نہ تھے۔ اور نہ آپس میں مخالف تھے۔ اب جب کہ اسلام ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ترمیم و تنسیخ سے مبرا ٹھہرا اور ایک مکمل ضابطہ حیات بنا دیا گیا تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے ایک کامل اور مکمل نمونہ بھی پیش کر دیا کہ اس دین اسلام پر عمل کرنے کیلئے میں نے حضور ﷺ کی ذات گرامی کو ایک مکمل نمونہ اور آئیڈیل بنایا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [سورة الأحزاب: ۲۱] ترجمہ:"بے شک رسول اللہ ﷺ کی ذات تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امن وسلامتی والے دین اسلام پر عمل کرنے کیلئے حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو مکمل نمونے کے طور پر پیش کیا کہ اگر تم اس نمونے کے مطابق زندگی گزارو گے، اس نمونے کے مطابق عمل کرو گے، تو تم مکمل امن اور سلامتی کے ساتھ رہو گے۔ اب ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم اس نمونے کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور اس امن وسلامتی والے دین سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اگر ہم اس نمونے کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار نہیں کریں گے تو ہم اس امن وسلامتی والے دین سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ مثال کے طور پر ایک قرآن پاک سولہ سطروں کا پرنٹ کیا جاتا ہے۔ اور بطور نمونہ تمام چھاپہ خانوں کو پورے ملک میں وہ نمونہ دے دیا جاتا ہے۔ اب وہ سولہ سطروں والا قرآن مجید ملک کے جس شہر یا جس چھاپہ خانے سے پرنٹ کیا جائے گا اس کے لاکھوں کروڑوں نسخے اکٹھے کر لیں جو لفظ یا حرف ایک قرآن مجید کے جس صفحے کی جس لائن پر جس جگہ پر لکھا ہوا ہے وہ لفظ یا حرف ان لاکھوں کروڑوں نسخوں میں جس قرآن مجید کو بھی کھولا جائے گا وہ لفظ یا حرف ہر نسخے کے اسی صفحے، اسی سطر پر اسی جگہ پر ہوگا جس جگہ پر پہلے قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ کہیں کسی ایک نسخے میں بھی کوئی لفظ یا حرف آگے یا پیچھے نہیں ہوگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تمام چھاپہ خانوں کو جو نمونہ سولہ سطروں والا دیا گیا تھا سب نے اس کے مطابق پرنٹ کیا۔ اگر کوئی ایک چھاپہ خانے والا سولہ سطروں کی بجائے سترہ سطریں کر دیتا یا پندرہ سطریں کر دیتا تو پہلے صفحہ کی پہلی سطر سے ہی الفاظ کی جگہ تبدیل ہو جاتی حتیٰ کہ پورا قرآن مجید پرنٹ ہونے تک ایک دو سطریں ہی نہیں بلکہ صفحات ہی تبدیل ہو جاتے۔ اس تبدیلی کی وجہ کیوں

ہوئی، وہ اس لئے جو سولہ سطروں والا قرآن مجید کا نمونہ پیش کیا گیا تھا اس نمونے کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے سترہ یا پندرہ سطروں پر لکھائی کی گئی۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جب نمونے کے مطابق عمل نہ کیا جائے تو معاملہ سارے کا سارا خراب ہو جاتا ہے۔اسی طرح کا معاملہ کچھ ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے نمونے کے طور پر ہمارے لئے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا کہ اس نمونے کے مطابق زندگی گذارو گے تو تم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔لیکن بدقسمتی ہماری ہم نے اس نمونے کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو استوار کرنے کی بجائے اپنی مرضی سے نمونے پسند کر لئے جو ہماری تباہی اور بربادی کا سبب بن گئے۔یعنی کسی نے اپنے لئے نمونہ امام جعفر صادق ؒ کو بنالیا۔کسی نے امام ابو حنیفہ ؒ کو کسی نے امام مالک ؒ کو، کسی نے امام شافعی ؒ کو، کسی نے امام احمد بن حنبل ؒ کو اور کسی نے چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی سلسلے کو نمونہ بنالیا۔کسی نے دیوبندی، بریلوی، حیاتی اور مماتی گروہ میں تقسیم ہو کر اپنا الگ الگ نمونہ بنالیا حتیٰ کہ ہم تقسیم در تقسیم ہوتے گئے۔یعنی ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے نہ جانے قیامت تک ہم کتنے حصوں میں تقسیم ہوں گے۔یہی ایک بڑی وجہ ہمارے درمیان فرقہ واریت اور لڑائی جھگڑے کی بنی کہ ہم نے ایک نمونے کو چھوڑا جس کو بطور نمونہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا میں مبعوث کیا تھا کیونکہ جن لوگوں نے امام جعفر صادق ؒ کو نمونہ بنایا انہوں نے دعوت دی کہ امام جعفر صادق ؒ کو بطور نمونہ قبول کرلو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔لیکن دوسرے نمونے اپنانے والوں نے اس نمونے میں نقص نکالنے شروع کر دیے جب امام ابوحنیفہ ؒ کو نمونہ بنانے والوں نے دعوت دی کہ امام شافعی ؒ کو بطور نمونہ قبول کرلو تو کامیاب ہو جاؤ گے تو دوسرے نمونوں پر عمل کرنے والوں نے ان میں نقص نکالنے شروع کر دیے یعنی ہر کسی نے اپنے بنائے ہوئے نمونے کو درست جانا اور دوسرے کے نمونے اور آئیڈیل کو غلط قرار دے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان تقسیم در تقسیم ہوتے گئے اور باہر بیٹھی ہوئی اسلام دشمن قوتوں کو موقع ملتا گیا اور وہ اس معاملہ کو ہوا دیتے گئے اور ہم آپس میں لڑتے جھگڑتے آج اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ بھائی بھائی کی جان کا دشمن ہے، باپ بیٹے کا دشمن ہے، بیٹا باپ کا دشمن ہے تمام ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو جان سے مارنے پر تلے ہوئے ہیں (یہاں پر ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں آئمہ کرام ؒ کی نعوذ باللہ توہین کرنا چاہتا ہوں یا ان کی علمی خدمات کو تنقید کا نشانہ بنانا چاہتا ہوں بالکل نہیں) میں تو یہاں صرف اپنے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں اور اپنے اندر فرقہ واریت والی بیماری کے پیدا ہونے کی اصل وجہ کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اندر پیدا ہونے والی بہت بڑی بیماری فرقہ واریت کی اصل وجہ کیا ہے؟ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرقہ واریت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿واعتصموا بحبل الله جمعاً ولا تفرقوا﴾ [آل عمران:۱۰۳] ترجمہ: ''اللہ کی رسی کو

سب مل کر تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو، اور اللہ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے اس نے تمہیں بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ''۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ واریت سے بچنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ یہ بات بھی واضح کی ہے کہ اسلام سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اسلام لانے کے بعد تمہارے دلوں میں الفت اور محبت ڈال دی جس سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ آج ہم پھر اس جگہ پر ہی پہنچ چکے جس جگہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس مذکورہ آیت میں کیا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور دوسرا یہ کہ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے ان لوگوں کو ایک دوسرے کی دشمنی سے نکال کر بھائی بھائی بنا دیا تو آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی اسی اسلام کو صحیح طریقہ سے اپنا کر اپنی دشمنی اور فرقہ واریت کو ختم کر کے بھائی بھائی بن جائیں جس طرح وہ لوگ بنے تھے۔ تو اس مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس ذاتِ گرامی کو بطور نمونہ ہمارے لئے مبعوث فرمایا تھا ہم اپنے اپنے بنائے ہوئے اپنی پسند کے تمام نمونے چھوڑ کر اسی ایک نمونے کو اپنا آئیڈیل بنائیں جس نمونے کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا تھا جس نمونے کو اپنا آئیڈیل بنا کر ایک دوسرے کے دشمن بھائی بھائی بن گئے۔ ڈاکو اور راہزن محافظ اور ایک دوسرے کی عزت کو بچانے والے بن گئے۔ یہ وہ نمونہ ہے جس سے نہ کوئی حنفی اختلاف کر سکتا ہے نہ ہی کوئی مالکی، شافعی اور حنبلی اور نہ کوئی دیگر اس نمونے سے اختلاف کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا نمونہ اور آئیڈیل ہے جس پر ہم سب متحد اور متفق ہو سکتے ہیں۔ یہی ایک ذات ہے جس پر اکٹھے ہو کر ہم فرقہ بندی، گروہ بندی والی بیماری سے بچ سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لایؤمن أحد کم حتی یکون هواه تبعاً لما جئت به) ''تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے''۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے کسی امام، کسی سلسلے اور کسی گروہ میں رہنے والے کے ایمان کی گارنٹی نہیں دی صرف اور صرف اپنی لائی ہوئی شریعت کے مطابق عمل کرنے والے اور اس شریعت کے تابع ہونے والے کے ایماندار ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے اسی لئے ہم اس نمونے کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کر یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام فرقہ بندی اور گروہ بندی سے پاک بھائی چارے اور اتفاق و اتحاد کا مذہب ہے۔

دوسری اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آج دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی کا لیبل لگا کر بدنام کیا جا رہا ہے جو کہ بالکل غلط پروپیگنڈہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسلام کو قبول کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کی جو صفات بیان کی ہیں ان میں دہشت گردی اور قتل و غارت کی نفی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں

ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ والذین لا ید عون مع الله الها آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ﴾[الفرقان:۶۸] ترجمہ:''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے''۔یعنی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے، جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مسلمانوں کی یہ صفت بیان کر دی ہے کہ وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی مکمل گارنٹی دے دی ہے کہ مومن دہشت گردی اور قتل و غارت کرنے والا نہیں ہوسکتا۔تو اس بات کی وضاحت ہوئی کہ اس وقت دہشت گردی اور قتل و غارت کا جو بازار گرم ہے ہر طرف افراتفری ہے نہ کوئی آدمی مسجد میں محفوظ ہے نہ کوئی بازاروں اور گلی کوچوں میں، حتیٰ کہ گھروں میں بھی ہر آدمی بے چینی کا شکار ہے۔تو کیا وجہ ہے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ افراتفری پھیلانے والے مومن اور مسلمان نہیں، غیر مسلم یعنی اسلام دشمن لوگ ہیں جو اپنی ان حرکات سے مسلمانوں میں افراتفری پھیلا کر مسلمانوں کو ھراساں اور پریشان کر رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں بدنام کر رہے ہیں۔

اور وہ لوگ چاہتے ہیں کہ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا جائے تا کہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے متنفر ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں اور حقیقت بھی یہی ہے، کیونکہ کوئی مسلمان یہ کام نہیں کر سکتا، اسلام تو امن و سلامتی اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور اسلام پر عمل کرنے والا ہی مسلمان اور مومن ہوتا ہے۔کوئی مسلمان کسی دوسرے کو ناحق قتل کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ ان کی اللہ تعالیٰ نے صفت قرآن مجید میں بیان کی ہے کہ''وہ کسی دوسرے کو ناحق قتل نہیں کرتے''۔اور اگر جس طرح آج کل دنیا میں جو یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ یہ دہشت گردی مسلمان کر رہے ہیں واقعی درست ہے تو وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اور آئے روز بم دھماکے خودکش حملے اور ناحق قتل و غارت کر کے افراتفری پھیلا رہے ہیں ان سے یہ سوال ہے کہ اگر واقعی تم لوگ مسلمان ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو اور خودکش حملوں میں اپنی جان بھی دیتے ہو اور ساتھ ناحق کئی کئی جانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہو تو تمہارے پاس اس عمل کی کیا دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾[آل عمران:۱۰۲] ترجمہ:''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اب ان لوگوں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے جو خودکش حملے کروا رہے ہیں اور حملہ آور ان حملوں میں خود اپنی جان دے دیتے ہیں کیا وہ مرنے والے مسلمان کی حیثیت سے مرتے ہیں؟

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم اس حالت میں مرنا کہ تم مسلمان ہو اور کیا خودکش حملے میں مرنے والا حالت اسلام پہ اپنی جان دے رہا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں''۔ تو ایسے خودکش حملوں کی ترغیب دینے والوں سے سوال ہے کہ وہ خودکش حملے میں مرنے والا کیسے شہید ہوا، وہ کیسے جنت میں جائے گا؟ کیونکہ اس کا آخری عمل غیر اسلامی اور ظالمانہ ہے! اور انسان کی نجات کا دارومدار اس کے آخری عمل پر ہے۔ اور اس خودکش حملے میں مرنے والے کا آخری عمل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی پر مبنی ہے کیونکہ اس خودکش حملے میں مرنے والے کو بھی اس بات کا علم ہے کہ اس حملے میں کئی بے گناہ لوگ مارے جائیں گے جن کو وہ جان بوجھ کر قصداً مار رہا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ [النساء: ۹۳] ترجمہ: ''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض رہے گا''، اور ہمارے پیارے حبیب جناب حضرت محمد ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ ''مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے اور گالی دینا فسق ہے''۔ ایک اور مقام پر فرمایا ''تمہارا خون، مال و عزت و آبرو آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہے''۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ اور احادیث کی روشنی میں خودکش حملے کرانے اور کرنے والے کو سوچنا چاہیے کہ وہ بجائے جنت حاصل کرنے اور مقام شہادت حاصل کرنے کے جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں اور مردود کی موت مر رہے ہیں اور بے شمار بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ ان کے اس عمل سے کتنی عورتیں بیوہ، کتنے بچے یتیم اور کتنی مائیں اپنی جوان اولاد سے محروم ہو رہے ہیں۔ یعنی ان کے اس عمل سے کتنے گھروں میں صف ماتم بچھ رہی ہے، کیا یہ ظلم اور زیادتی نہیں ہے؟ تو ایسے ظالم شخص کو جہنم کا ایندھن سمجھا جائے گا یا جنت کا مستحق؟ تو ایسے لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ سوچیں، سمجھیں اور ایسے کاموں سے باز آئیں۔

ہاں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو یہ عمل کر رہے ہیں کہیں گے کہ ہم تو اس کو مارنے کیلئے خودکش حملہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی ہے اس لئے وہ خودکش حملے میں ہلاک ہونے والا شہید اور جنتی ہے، تو یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ نشانہ تو ایک خاص شخص ہوتا ہے مگر...... اس حملے میں دس یا پندرہ مزید آدمی مارے جاتے ہیں جو بالکل بے قصور تھے جن کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون لوگ تھے۔ تو بتایا جائے کہ ان بے گناہ اور بے قصور دس یا پندرہ آدمیوں کا ناحق جو قتل کیا گیا ہے تو کیا وہ ظلم اور زیادتی نہیں تو ایسا خودکش حملہ کرنے والا کیسے جہنم کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ فلاں مفتی صاحب کا فتویٰ ہے تو اس لئے یہ کام جائز ہے اور خودکش حملے میں ہلاک ہونے والا شہید ہے تو یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ آج کل تو مفتی حضرات بھی اپنی خواہش سے فتوے لکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ ''حضور ﷺ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت بھیجی ہے'' اور

مفتی حضرات تو حلالہ کرنے کا فتویٰ بھی دے دیتے ہیں۔ایسے مفتی حضرات کے فتوؤں سے تو شہادت کا رتبہ نہیں ملتا اور نہ ہی یہ مفتی حضرات جنت کے ٹھیکیدار ہیں۔شہادت کے رتبہ کیلئے تو صرف وہی طریقۂ شہادت قابل قبول ہوگا جس پر مدینے والی سرکار جناب حضرت محمد ﷺ کی مہر لگی ہوگی کیونکہ جو بات میں نے شروع میں کہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نمونے کے طور پر صرف حضور ﷺ کی ذات گرامی کو مبعوث کیا ہے اس لئے اگر شہادت بھی اس نمونے کی تعلیمات کے مطابق حاصل کی جائے گی تو وہ شہادت تصور کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی شہادت قبول ہوگی۔کسی مفتی، مولوی یا امام کو اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ پیش نہیں کیا کہ جن کی باتوں پر عمل کرنے سے شہادت حاصل ہو اور نہ ہی ان خود کش حملوں یا بم دھماکوں کو جہاد کہا جا سکتا ہے۔یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگ ان خود کش حملوں اور دھماکوں سے جہاد کا تصور لیتے ہیں اس لئے ان کو جائز اور مرنے والے کو شہادت کا رتبہ دے دیتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسلام میں جہاد کا اس قسم کا کوئی تصور ہی نہیں نہ قرآن مجید میں اس کی کوئی دلیل ہے نہ ہی حضور ﷺ کے پیارے فرمان میں اس کی کوئی دلیل ہے۔کیونکہ جہاد تو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے کافروں کے ساتھ، نہ کہ مسلمانوں کے ساتھ۔اب تو مسلمان کو مسلمان جہاد کے نام پر مار رہا ہے اور اسلام کی طاقت کو کمزور کر رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا جہاد کے بارے میں جو حکم ہے وہ کچھ اور ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾ [الحج:٧٨] ترجمہ:''اور اللہ کے راستے میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے''۔ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔﴿وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الأنفال:٦٠] ترجمہ:''ان مخالفین (یعنی کافروں) کے مقابلہ میں جتنی قوت کی تیاری تم سے ہو سکے، کرو''۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ)[ابوداؤد] ترجمہ:''مشرکین سے جہاد کرو اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان کے ساتھ''۔

تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت کر دی کہ مشرکین سے جہاد کرو اب ہم نے اس کے برعکس جہاد کا غلط فلسفہ ذہن میں بٹھا کر مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کافروں کے مقابلہ میں جتنی قوت کی تیاری تم سے ہو سکے کرو۔لیکن ہم نے اس کے برعکس اپنی قوت کو ہر ممکن کمزور کرنا شروع کر دیا کیونکہ اگر ہم اپنے گھر کے اندر بھائی بھائی آپس میں لڑنا شروع کر دیں گے تو بجائے قوت بڑھنے کے ہماری قوت کمزور ہوگی اور ہمارے دشمن جن کیلئے ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی قوت کو زیادہ مضبوط کرنا تھا باہر بیٹھے ہمارا تماشا دیکھ رہے ہیں اور تماشائی بن کر ہمیں آپس میں لڑنے کیلئے ہوا دے رہے ہیں اور ہماری قوت کا شیرازہ بکھیرنے میں اندر ہی اندر سے مصروف عمل ہیں۔اور ہم آپس میں ہی ایک دوسرے کو مار مار کر خود ہی شہادت کے لیبل لگا کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

نے لڑنے کا حکم دیا تھا ان کے ساتھ تو ہم لڑ نہیں رہے اور جن کے ساتھ محبت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا ان کے ساتھ ہم لڑ رہے ہیں۔ یہ کیسا عجیب اسلام ہے جو ہم نے اپنایا ہوا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی شان تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم﴾ [الفتح:۲۹] ترجمہ: ''حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کفار کیلئے سخت اور آپس میں رحمدل ہیں''۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جو نمونہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صورت میں ہم میں مبعوث کیا اور اس نمونے کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم دیا ہم نے اس نمونے کو چھوڑا تو ہم ذلیل و رسوا ہو گئے اور فرقہ واریت، دہشت گردی اور قتل وغارت جیسے عذاب میں مبتلا ہو گئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں'' ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَّلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [سورة المجادلة:۵] ترجمہ: ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کئے جائیں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے تھے اور بے شک ہم واضح آیتیں اتار چکے ہیں اور کافروں کیلئے تو ذلت والا عذاب ہے''۔ ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [سورة النور:۶۳] ترجمہ: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہنچ جائے''۔ یعنی مذکورہ بالا دونوں آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کیونکہ اس مخالفت کی وجہ سے ان پر کوئی دردناک مصیبت یا دردناک عذاب نہ آجائے جس سے وہ ذلیل ہو کر رہ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات کو نمونہ بنا کر بھیجا کہ اس نمونے کے مطابق زندگی گذارو، مگر ہم نے اس بات کی مخالفت کی اور اپنی مرضی کے نمونے بنا لئے تو اس مخالفت کی وجہ سے آج ہم فرقہ واریت، دہشت گردی اور قتل وغارت جیسے عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں۔ اگر آج بھی ہم اس فرقہ واریت اور دہشت گردی یا قتل وغارت جیسے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی دعا کرنا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرما کر ہمیں اس ذلت آمیز عذاب سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [سورة النور:۵۶] ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے امیدوار کو یہ راستہ بتا دیا ہے کہ اگر تم میری رحمت کے طلبگار ہو تو اس سے پہلے نماز قائم کرنا ہوگی اور زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور اس کے ساتھ جو اہم بات ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا ہوگی۔ جو یہ عمل کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں گے بات پھر وہی سامنے آئی ہے کہ جس ذاتِ پاک کو اللہ تعالیٰ نے نمونہ بنایا تھا اب ہم اسی نمونے کو اپنا کر اس کی رحمت سے اس مقام پر جس مقام پر حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے آ کر ایک پُر امن اور سلامتی والا معاشرہ قائم کیا تھا، اور یہ ثابت کیا تھا کہ اسلام فرقہ واریت اور دہشت گردی نہیں بلکہ بھائی چارے اور امن و سلامتی کا مذہب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں بیان کیا ہے۔ ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو اور خدا کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے اس نے تمہیں بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ''۔[آل عمران:۱۰۳]

اللہ تعالیٰ نے ان دو بڑی مہلک بیماریوں سے بچنے کا حل اس آیت کریمہ میں بیان کر دیا ہے جن دو بڑی مہلک بیماریوں میں ہم اس وقت مبتلا ہیں یعنی اسلام پر مکمل عمل کرنے سے ہم فرقہ واریت سے بچ سکتے ہیں کیونکہ اسلام میں فرقہ بندی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی سے منع کیا ہے اس لئے اسلام فرقہ بندی سے پاک ہے دوسرا اسلام میں مسلمان، مسلمان کا دشمن نہیں بلکہ اسلام نے تو دشمنوں کو بھائی بھائی بنایا ہے، اور دشمنی والے دلوں میں محبت اور الفت ڈال دی ہے۔ تو اس امن و سلامتی والے مذہب اسلام پر عمل پیرا کیسے ہونا ہے؟ آیئے قرآن مجید سے پوچھ لیتے ہیں کہ کس ذات کی بطور نمونہ اطاعت کی جائے۔ ﴿**لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة**﴾[الأحزاب:۲۱] ترجمہ ''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی بہترین نمونہ ہے''۔

ایک اور ارشاد ربانی ہے ﴿**وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**﴾ [**سورة الحشر**:۷] ترجمہ: ''ہمارے رسول ﷺ جو حکم دیں اس کو مان لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ''۔ (ان دونوں آیتوں سے یہ وضاحت ہوئی کہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کیلئے حضور ﷺ کی اطاعت ضروری ہے) یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ اسلام فرقہ واریت اور دہشت گردی سے پاک بھائی چارے اور امن و سلامتی کا مذہب ہے۔

آخر میں نئی آنے والی حکومت کو ہمدردانہ مشورہ

کہ آپ اگر ملک سے فرقہ واریت اور دہشت گردی جیسی مہلک اور موذی بیماریوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس ملک میں قرآن وحدیث کو نافذ کر دیا جائے، اور ہر معاملہ میں فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کیا جائے اور حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بطور نمونہ سامنے رکھ کر قوانین تیار کئے جائیں اور ہر معاملہ میں آپ ﷺ کے حکم سے راہنمائی حاصل کی جائے تو (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوگا اور یہ دونوں بڑی بیماریاں اس ملک سے ختم ہو جائیں گی ان شاء اللہ۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی ذات کو بطور نمونہ سامنے رکھ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرقہ واریت اور دہشت گردی جیسی مہلک بیماریوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)